

افغانستان کے محاذ جنگ سے ایک رپورٹ

مولانا نیک بہادر خان افغانستانی فاضل دارالعلوم حقانیہ بنام مدیر الحق

افغانستان کے بیشتر علاقے نڈر مجاہدین کے قبضے میں ان مفتوحہ علاقوں کی کیا صورت حال ہے۔ مجاہدین نظم و نسق بنچھا لے ہوئے ہیں۔ لوگوں کے فیصلے کیسے کرائے جاتے ہیں اور مجاہدین کے ایمانی احساسات حوصلہ مندیوں کا کیا عالم ہے؟ اور شہید ہونے والوں کا اللہ کی نظر میں کیا مقام ہے اور ان کی حیات جاودانی اور درجات کے کیسے کیسے کبھی کبھار ظہور ہو جاتا ہے۔ ان باتوں کا ہمارے ایک بہادر فاضل دارالعلوم حقانیہ کے اس مراسلہ سے کچھ روشنی پڑتی ہے جو انہوں نے سادگی میں بغیر لحاظ ربط و ترتیب کے مدیر الحق کے نام بھیجا ہے اور حتی الوسع مراسلہ کو اصل حال میں رکھ کر پیش کیا جا رہا ہے الحق

احقر امیر عمومی پکتیا مولوی اسلا خان رحمانی و مولوی خلیل اللہ صاحب مورخہ ۱۶/۸/۸۱ میران شاہ سے وانا وزیرستان کے راستہ پرارگون کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ وہاں سب سے پہلے لاجی خیل گاؤں علاقہ سرئی کو دیکھا کہ میٹرک سکول ویران پڑا ہے۔ اور انقلاب میں مجاہدین نے تباہ کر دیا تھا۔ اس کے مغربی حصہ میں پہاڑ کے دامن میں مجاہد فی سبیل اللہ فیض محمد ماہود صاحب کے جوار میں ایک بڑا قلعہ دیکھا جس کو افغان مسلم علاقہ داری کہتے ہیں۔ وہاں پہلے تین سو سے زائد دشمن کی فوج مقیم تھی۔ اسے مجاہدین نے مسمار کر کے سارا سامان مال غنیمت میں شامل کر لیا۔ ہم نے اس علاقے سروبی اور انگور اڑہ میں تین دن قیام کیا۔ ہمارے امیر عمومی صاحب جو درحقیقت مجاہدین کی طرف سے صوبہ پکتیا کے گورنر ہیں، چاروں طرف سے لوگ جوق درجوق ملنے آ گئے۔ اور مناسب ہدایات و فرامین حاصل کرتے رہے۔ ایک مسئلہ ان کے سامنے یہ آیا کہ حزب اسلامی کے انجینئر گروپ سے تعلق رکھنے والے خالد نامی شخص نے آگے چارمران سے ملحق علاقہ میں مجاہدین کے راستہ میں پھاٹک لگایا ہے جس سے علاقہ کے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

امیر صاحب نے واقعات پر مبنی رپورٹ طلب کی۔ معلوم ہوا کہ بعض لوگ کارمل حکومت سے ساز و سامان لا کر مجاہدین میں مسلمانوں کے نام پر انتشار پیدا کرتے ہیں تو ہمارے امیر نے حکم دیا کہ آفندی گروپ کے ملک آغا محمد صاحب

کا پینٹامک منسوخ ہو گا۔ جو کہ سو پہ دارناری پر ہے۔ ملک صاحب نے اس حکم کی تعمیل پر پینٹامک کو مجاہدین کی سڑک سے ہٹا دیا۔ دیگر پینٹامکوں کے بارہ میں ایک کمیٹی پانچ افراد پر مشتمل بنائی گئی۔ اور یہ کہ وہ کمیٹی علاقہ کے موجود مسلمانوں کی ضروریات زندگی اور دیگر مسائل کی مفصل رپورٹ تیار کریں۔ تاکہ رسد وغیرہ کے سلسلہ میں یہ دیا جاتی گئے والوں کا بھی انسداد ہو سکے۔ اور لوگوں کو تکلیف بھی نہ ہو۔

عراق جنگ میں انتظامی امور کے سلسلے میں یہ کارروائی کر کے ہم امیر غومی کے مرکزی محاذ ۸۱/۸/۲۱ کو روانہ ہوئے تو حکومت کی سڑکیں تباہ ہو چکی تھیں۔ قلعہ ارگون میں دشمن کی پانچ ہزار فوج پناہ لئے ہوئے تھی۔ جسے امداد نہیں پہنچ سکتی تھی۔ پہلی کاپٹروں کے ذریعہ قلعہ میں سامان گرایا جاتا تھا۔ مجاہدین مورچہ سنبھالے ہوئے ہیں اور پہلی کاپٹر جہاز کے اتارنے ہی اس پر حملہ کی تاک میں ہوتے ہیں۔

اس وسیع علاقے پر اور سڑکوں پر مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہے۔ یہ سڑک انکوڑہ سے ماڈانی وزیر پاسبانی قوم خروٹی شاہ نور می تک جاتا ہے۔ دوسرا سڑک جنوب کی طرف میدا تک و چار بران و قمر الدین اور مغرب کی طرف کٹواز و غزنی و وردگ و لوگر میدان و گردونواح کابل وغیرہ تک پہنچتا ہے۔ شمالاً سڑک تاودا چنہ شمل تھ رانڈ و ڈیوک و شامی کوٹ و زرمیل سے ہوتا ہوا کٹواز کی طرف مڑ جاتا ہے۔ اور غزنی سے جا ملتا ہے۔

توان تمام اطراف اور گذر گاہوں پر مجاہدین کا کنٹرول تھا۔ لوگ آرام سے اپنے کاموں میں مشغول تھے۔ ان کے انتظامی اور باہمی معاملات لڑائی جھگڑوں کے فیصلے مجاہدین کے سنٹروں میں ہوتے جس سے افغان بہت مطمئن ہیں۔ ہر سنٹر پر قاضی اور اس کا عملہ مصروف کار تھا۔ مقدمات فقہ حنفی سے فیصلے ہوتے تھے۔ جماعت امنیت (امن قائم کرنے والی پولیس) کے مجاہدین لمبے لمبے بال جھوڑے ہوئے دیہات اور صحراؤں میں گشت پر ہوتے ہیں۔

پھر ہم بس میں سواہ ہو کر گاؤں لاسخی خیل سے روانہ ہوئے۔ ہمراہ ہر دو امیران ناز عصر سے قبل موضع میدا تک پہنچے وہاں اعلیٰ طریقے سے انہیں سرکاری سلامی دی گئی۔ پہاڑ اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھے۔ ۵ دن ہم وہاں قیام کیا امیر جہاڑ کی آمد سن کر جنوب کی طرف سے اسلام خیل غلجی و خروٹی قوموں نے آنا شروع کیا۔ صبح ۶ بجے سے رات ایک بجے تک ملاقاتوں اور مسائل کے حل اور نظم و انصرام کا سلسلہ چلتا رہا۔ شہدائے کرام کی تدفین ہوئی۔ مجاہدین کے جنگی منصوبے بنتے۔ اور احکامات صادر ہوتے۔ جو ڈیوٹی جس کا رگادی گئی وہ بڑی خوشی سے اس پر لگ جاتا۔ اور یہ سب کام بغیر تنخواہ کے ہو رہا تھا۔

ایک دن قتل کا ایک کیس پیش ہوا۔ ایک صاحب نے اپنا عریضہ پیش کرتے ہوئے واقعات سنائے اور کہا کہ میں سرخ کوٹ کا باشندہ ہوں۔ میرا بھائی ملک غفار شہید تھا۔ میرے معاون امیر کے ساتھ شہید ہو گیا ہے۔ اسی شہید بھائی کا بیٹا پڑی سے آیا تھا۔ کہ میرے ایک چچا زاد بھائی نے اسے ناجائز قتل کیا اور بد بخت نے اپنے گھر جا کر فوراً اپنی بیوی کو بھی قتل کر دیا اور

یہ مشہور کر دیا کہ میں نے اس شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھنے کے جرم میں قتل کیا ہے۔
اس نے کہا کہ اگر قاتل سچا ہے تو گویا مقتول حد زنا میں قتل ہوا ہے۔ اور اگر مقتول بے گناہ ہے تو حکم شرعی نافذ ہو جائے
میت ابھی تک دفن نہیں کیا گیا۔

امیر صاحب اس کیس کو سن کر فسرورہ ہوئے اور مولانا عبد باقی فاضل دارالعلوم حقانیہ کی سربراہی میں ایک تحقیقاتی کمیشن
مقرر کیا اور چودہ افراد جماعت امنیت (امن پوئیس) بھی ساتھ کر دئے کہ موقع پر جا کر تحقیقات کریں۔ اور پہلے مرحلہ میں جلدی
ہو کہ اگر مقتول بے گناہ ہے تو مرد اور عورت دونوں کو شہیدوں کی طرح بغیر غسل کے دفن کر دیا جائے اور احکام شہداء کے
مطابق تجہیز و تکفین ہو سکے۔ اس کے بعد مکمل تحقیقاتی رپورٹ مرتب کی جائے۔ کہ مجرم کو قتل واقعہ سرزادی جاسکے۔

جماعت امنیت نے جا کر قاتل کو گرفتار کیا۔ مقتولین بے گناہ ثابت ہوئے۔ اس مقدمہ پر نظر ثانی کی آپس کے لئے
قانونی صاحب کو اختیارات دے کر ہم کٹواڑ روانہ ہوئے۔ ہمارے شمال میں سراؤزہ وغیرہ سے لوگ جوق درجوق آکر ہدایت
حاصل کرتے رہے۔ یہ لوگ معاشی طور پر آسودہ حال لگ رہے تھے۔ گندم کا فصل کٹ چکا تھا۔ یکسی پک چکی تھی۔ اور
مجاہدین کے مرکزوں کو عشر و یا جاتا تھا اور صدقات بھی جمع ہو رہے تھے۔ یہاں مسلح مجاہدین کا ایک اجتماع بھی ہوا اور امیر صاحب
مولانا رسل خان سے خطاب کرنے کی درخواست کی گئی۔

امیر صاحب نے کہا کہ ہمارے کانوں میں کبھی مشرق اور کبھی مغرب کی طرف سے افغانستان کے مسئلے کے سیاسی حل (مثلاً
ظاہر شاہ کی واپسی اور روس سے مفاہمت وغیرہ) کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔ کیا تم مجاہدین سیاسی حل پر راضی ہو گے۔ کیا تم جنگ
سے تھک گئے ہو؟ تو سب مجمع نے نعرہ تبلیغ کی گونج میں حلفاً اس عہد کو دہرایا کہ اب ہمارے اور روس کے درمیان فیصلہ
صرف تلوار اور لڑائی سے ہو گا۔ یا تو ہم غیبت و نابود ہو جائیں گے یا روسیوں کو ذلت آمیز شکست دے کر اس پاک ملک
سے نکال دیں گے جس نے ہمارے بڑے بڑے بھوتوں اور محصوم بچوں کو بمباری سے ہلاک و برباد کیا۔ اور بے شمار
لوگوں کو زندہ درگور کیا۔ کیا اب بھی ہم سیاسی حل پر راضی ہوں گے۔ اور کہا کہ ہم اپنے امرار کو حلف دیتے ہیں کہ ساری دنیا بھی
اگر سیاسی حل پر متفق اور راضی ہو جائے۔ مگر ہمارا فیصلہ صرف تلوار ہے۔ اگر پشاور میں یا کسی سلامتی کونسل میں یہ سودا بازی
کی گئی تو ہم برسرِ اقتدار آنے والے کے ساتھ جہاد کریں گے۔ مذہب کے مٹانے خلیفوں اور پرچمیوں کے مظالم کے تصفیہ
اب سیاسی حل سے نہیں ہو گا۔ اس کا بدلہ اور عوض ہو گا اور اب ہمارا جو حق سوویت یونین کی مسلم ریاستوں کی بازیابی اور
آزاد کرنا ہو گا۔ پھر بغیر کسی شرط کے روسی افواج کی واپسی ہوگی۔ تیسری شرط یہ کہ واپسی کے بعد کارملی افواج خلیفوں اور
مجاہدین کو کٹا دھوڑا جائے گا کہ وہ جیسے چاہیں ان سے نیٹ لیں انہیں تحفظ نہیں دی جائے گی اور اس کے علاوہ اقوام
متحدہ کی افواج روسی سرحدات پر تعینات رہے گی۔ ان مجاہدین اور کارملی افواج میں جو غالب آ گیا فیصلہ اس کے حق میں کر
دیا جائے۔ ایسے جذباتی اور ایمان افروز ایک زبان باتوں پر امیر عمومی نے چھاپہ ماروں سے بیعت کیا۔

ظاہر شاہ معزول کی واپسی پر کیا تم راہنی ہو؟ اس سوال کے جواب میں انکار کی آوازیں بلند ہوئیں۔ کہ بڑے مجرم کی سزا قتل قتل قتل ہے۔ وہ مال و دولت افغانستان سے لوٹ کر لے گیا ہے۔ اس دوست کی واپسی ہوگی۔ اور کابل کی پختی کی مسجد میں اس پر اور اس کے اہل و عیال پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ اس کے زمانے میں ہم لوگ مطالبہ کرتے رہے کہ ترکستی اور کارمل قسم کے لوگوں اور ان کی پارٹیوں کو ختم کر دو۔ ان سے آپ کو اور ہمارے دین کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ یہ خلقی کابل شہر میں غلام روہ باد (العیاذ باللہ) قسم کے نعرے لگاتے رہے مگر ظاہر شاہ اندھا اور بہرہ بنا رہا۔ اور اٹا اسلامی در سے سرشار لوگوں قتل و ہند کا شکار بننا رہا۔ آج یہ ساری لعنت اسی کی پیدا کر رہی ہے۔ اب جو بھی افغانستان میں اس کا حامی بنے گا اس کے ساتھ روسیوں جیسا معاملہ کیا جائے گا۔ کیا مجاہدین افغانستان کے اسلامی ریاست قائم کرنے کے تمام قربانیوں کا سارا میدان ظاہر شاہ کے حوالے کر دیا جائے جو قاتل اسلام ہے۔ اب ہمارا ہمت آزادی اور صرف اسلام ہی سلام ہے۔ چنانچہ مفاہد میں ہمارے ساتھ ہو وہ افغانستان میں زندہ رہ سکتا ہے۔ ورنہ روسیوں اور نعرہ ساز مسلمانوں کا مقبرہ اسی پندرھویں صدی ہجری میں انشا اللہ افغانستان میں بنے گا۔ جسے ہم نے عملاً ثابت کر دکھایا ہے۔ اور سوج کی طرح یحقیقت دنیا پر انشا اللہ عیاں کر دیں گے۔ اب مسلمانوں نے اس گئے گزرے دور میں جہاد کے لئے تلوار نبیام سے نکال دی ہے جس طرح قیصر و کسری کا زوال اسلام کے صدر اول میں ہوا اس صدی ہجری میں عصر حاضر کا قیصر و کسری مسلمانوں کے ہاتھوں انشا اللہ مٹا دیا جائے گا۔

ہمارا اس پر یقین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ یہ اس عظیم جلسہ کے مقررین و حاضرین کے متفقہ احساسات اور دلوں کی آواز تھی۔ ان لوگوں نے امیر صاحب سے اپیل کی کہ ان احساسات کو ساری دنیا اور افغانستان کے تمام لیڈروں تک۔ خون میں لست پست شہداء اور زخمیوں کی طرف سے پہنچا دیا جائے۔ ہمارا ناصر و وف خدائے پاک ہے ہم افغانستان میں فقط اسلامی حکومت تسلیم کریں گے۔ جو فاسحین کے ہاتھ میں ہو نہ کوئی ملی حکومت ملنے میں نہ ہی سیاسی قسم کی۔

آگے چل کر ہم ملا فزید صاحب کے محاذ میں پہنچ گئے۔ تو وہاں بھی بہت اعلیٰ اسلامی دی گئی۔ وہاں ہم نے قیام کیا شرفی خیل۔ سینہ شوکا۔ کٹوا۔ شنگر غزنی سے مجاہدین اور امن و امان قائم کرنے والے لوگوں کا تانتا لگا رہا۔ وہ آکر پہلے تو مشین گنوں۔ بندھنوں کے فائرنگ سے اپنے امیر کا خیر مقدم کرتے۔ اور پھر اپنے معروضات پیش کرتے اس سارے علاقے میں یہیں دشمن کے ہوائی حملہ کا خطرہ تک محسوس نہ ہوتا نہ اس کی کسی طاقت کا مظاہرہ۔ اس جگہ ہم نے دیکھا۔ حالانکہ ایک۔ دلیر جیسا پہ مار۔ امیر عمومی اس کی سر زمین پر پھر رہا تھا۔ یہاں علاقہ کے مسائل کے لئے ایک باختیار کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔ جس میں ہر پارٹی اور حزب سے ایک ایک دانشور مجاہد شریک ہوگا جو ملی جہاد اور تجارت جیسی صفتوں کا حامل ہو۔ اس پر سارے صوبہ پکتیا کے لوگ خوش ہوئے۔ کیونکہ سابقہ حکومت ختم تھی۔ اور نظم و ضبط کے لئے ایسی کارروائی

ضرفہ دی تھی۔ پھر ہم نے کٹواڑ اور رشاد غزنی کا تفصیلی دورہ کیا۔ واپسی پر ہم نے مرکزی مرکز مجاہدین پکتیا میدانک میں مجاہدین کا ارگن پر حملہ کرنے کی ترتیب کو آنکھوں سے دیکھا تو پلوں کی تیاری اور انہیں پہاڑ پر پہنچانا سخت کام تھا۔ واپسی میں ہم خلیقوں کے ایک سرغنہ ایجنٹ تھاکڑ کے گاؤں آئے جسے مجاہدین نے تھس تھس کر دیا تھا۔ اس نے بیلی کا پٹر کے لئے ہوائی میدان بنا رکھا تھا۔ یہاں دشمن کے جہاز اسلحہ بھر بھر کر لاتے۔ اور یہ اسلحہ وزیرستان میں اپنے ایجنٹوں میں تقسیم کرایا جاتا۔ ایک ایک آدمی کو ایک روسی بندوق اور چھ سو کارتوس اور تین ہزار افغانی روپیہ بخواہ دیتے۔ اس سے افغانی مجاہدین کو ہر وقت خطرات لاحق رہتے۔ اپنی راہوں پر مجاہدین کی ساری رسد اور آمدورفت جاری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہد اعظم مولانا مولانا جان حقانی فاضل دارالعلوم حقانیہ کوثرہ خشک وزیرستان کو توفیق دی جس نے اپنی جماعت علما و طلباء کے ساتھ اسی گاؤں پر حملہ کیا۔ اور راٹھوں سے اسے جلا دیا۔ جس کی تفصیل انٹق میں آچکی ہے) پشتونستان کے نام پر دشمن کے اس قائم کردہ محاذ کے بارہ سو افراد کو مار بھگایا۔ اور سارا اسلحہ و کارتوس مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اس سارے ویران شدہ گاؤں کا معائنہ کیا۔

ایک شہید طالب علم کی زندہ کرامت میرے محترم نائب القدر استاد۔ ایک عجیب واقعہ پر خط ختم کرتا ہوں۔ اس واقعہ کے کچھ حصے میں نے چشم خود دیکھے۔ کچھ دوسروں سے متواتر سنے۔ جن میں مرد و عورت بے شمار افراد شامل ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک طالب علم مولوی محمد شریف شہید زری کے شہد تھے۔ اپنے والد نے بطیب خاطر اسے لڑائی میں شرکت کی اجازت نہ دی۔ یہ مصر تھے مگر والد اجازت نہیں دے رہے تھے۔ بالآخر بلا اجازت والد موصوع شاہ تور علاقہ ارگن آ پہنچے۔ اور معاون عبدالحکیم صاحب حرکت انقلاب اسلامی کے زیرکمان ایک دوست کے ہمراہ ارگن کے جہاد میں شریک ہوئے۔ لڑائی نے شدت اختیار کی تو چاروں طرف سے مسلمان ارسلان امیر صاحب کے اس معاون کی امداد کے لئے آ پہنچے۔ یہ شہید طالب بڑی بے جگری اور بہادری سے دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ مگر بالآخر کلا شکوف کی گویاں دل پر لگیں اور شہید ہو گئے۔

برف یاری کا آخری موسم تھا یہ شہید ہو کر اپنے مورچے میں دو دن تک پڑے رہے تیسرے دن لاش مبارک مرکز سے جانی گئی۔ اور وہاں دفن کئے گئے۔ ان کا دوسرا مجاہد دوست زری سپاگیا اور والدین کو اطلاع دی۔ سات دن بعد مرکز میدانک کو واپس آیا۔ اور امیر مجاہدین حرکت سے عرض کیا کہ شہید طالب علم کا بوڑھا والد گاؤں سرائہ آئے۔ اور اس کا اصرار ہے کہ میرے شہید طالب علم بیٹے کو نکال کر واپس لے جائے۔ بڑی رد و قدح کے بعد آخر فیصلہ لاش نکال کر بھیج دینے کا ہوا۔ جب قبر کھولا گیا تو یہ شہید بہت خوبصورت اور تر و تازہ تھا۔ اور زخمی ہاتھ دل پر پڑا ہوا تھا۔ معاون عبدالحکیم صاحب نے کہا کہ خدا کی قسم میں نے اس کا ہاتھ سات دفعہ سے زیادہ دل سے ہٹا کر سیدھا کیا۔ مگر چشم زدن میں وہ دوبارہ ہاتھ دل پر رکھ دیتا۔ ہم نے ایسے ہی رہنے دیا۔ اور مجاہدین کے ساتھ باپ کے

لاش بھیج دی۔ لاش گاؤں پہنچی۔ بوڑھا باپ لاش کے سر ہانے کھڑا ہوا اور سب گاؤں والے شہید کو دیکھ کر رو رہے تھے۔ کہ اچانک شہید کے غمزہ باپ نے چیخ کر بیٹے کو مخاطب کیا کہ:

”اے میرے نخت جگر کہ اگر تم حق کے لئے اچھے عقیدے کے ساتھ شہید ہو چکے ہو اور تم سے خدا راضی ہو اور تم اب مرنے کے بعد مجھ سے مصافحہ کرو گے اور میں اپنا حق بخش دوں گا۔ ورنہ میں اپنا حق نہیں بخشتا۔ نہ بلا اجازت جانے کو معاف کروں گا۔ کہ بوڑھے باپ کے بغیر خراب عقیدوں کے لئے جنگ میں کیوں شریک ہوئے؟“

مجاہدین اور سینکڑوں لوگ ارد گرد جمع دیکھ رہے تھے۔ کہ باپ کے جملوں کے ختم ہونے کے ساتھ شہید نے اپنا ہاتھ زخمی دل سے اٹھایا اور اپنے باپ کے ساتھ مصافحہ کی غرض سے بڑھا کر ملا دیا۔ اور اسے مضبوطی سے تھام لیا۔ پھر ہاتھ چھوڑ کر دوبارہ اپنے دل پر رکھ دیا۔ باپ نے اس کے بعد با آواز بلند اپنا حق بخش دیا۔

یہ واقعہ علاقہ کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی بوڑھے بچے بیان کر رہے ہیں۔ اور سب ہزار کی آبادی اس پر گواہ تھی اس کا دوبارہ کھولا گیا قبر بھی میں نے جا کر دیکھا ہم نے فاتحہ بھی پڑھا۔ اور اس کھولے گئے قبر کو مجاہدین آکر دیکھتے اور مزید جذبہ ایمانی کے ساتھ خداوند متعال کی خوشیاں حاصل کرنے کے درپے ہوتے ہیں۔

محترم یہ واقعہ تھا جسے کچھ سنا کچھ دیکھا۔ رپورٹ ارسال خدمت ہے حزب اسلامی خالص گروپ اور حرکت انقلاب اسلامی کو آپ کے پیغام پہنچے ہیں اور رپورٹیں بھیجی جائیں گی۔ ۸۱/۱۰/۳

بقیہ الصفحہ ۲۱ - عقیدہ قیامت

لائمنوں پر سوئی منطبق کر دینے سے مختلف جگہوں سے آوازیں کو منتقل کرتا ہے۔ اور اختلاط نہیں ہوتا کیونکہ ہوائی لہریں طول میں جدا ہیں۔ اسی طرح ہر فعل فضا میں ایک حرارت چھوڑ جاتا ہے جو قریب زمانہ میں جدید علم میں معلوم ہو سکتا ہے۔ لیکن دراز زمانہ گزرنے کے بعد ایسا آگے اس وقت نہیں کہ ان افعال کو فضا سے لیا جاسکے ممکن ہے کہ مستقبل میں ایسا ہو سکے۔ اس سے آخرت کا وجود درست ثابت ہوتا ہے جس میں نیت قول اور فعل پر جو محفوظ ہیں ان کے نتائج مرتب ہو سکیں۔ اس کے علاوہ باہرین ارضیات کی تحقیق کے مطابق بطن زمین میں تیرہ سو درجہ گرمی موجود ہے۔ حالاں کہ پانی ابالنے کے لئے سو درجہ گرمی کافی ہے۔ اس کے علاوہ سالانہ زمین سے ہزاروں زلزلے پیدا ہوتے ہیں بعض محسوس بعض نامحسوس۔ یہ بھی اس اندرون زمین کی گرمی سے پیدا ہوتے ہیں۔ سمندر وں کا کھارپن وغیرہ سب اس امر کی دلیل ہے کہ جہنم زمین اور سمندر کے نیچے ہیں اور یہ سب جہنمی اثرات ہیں۔